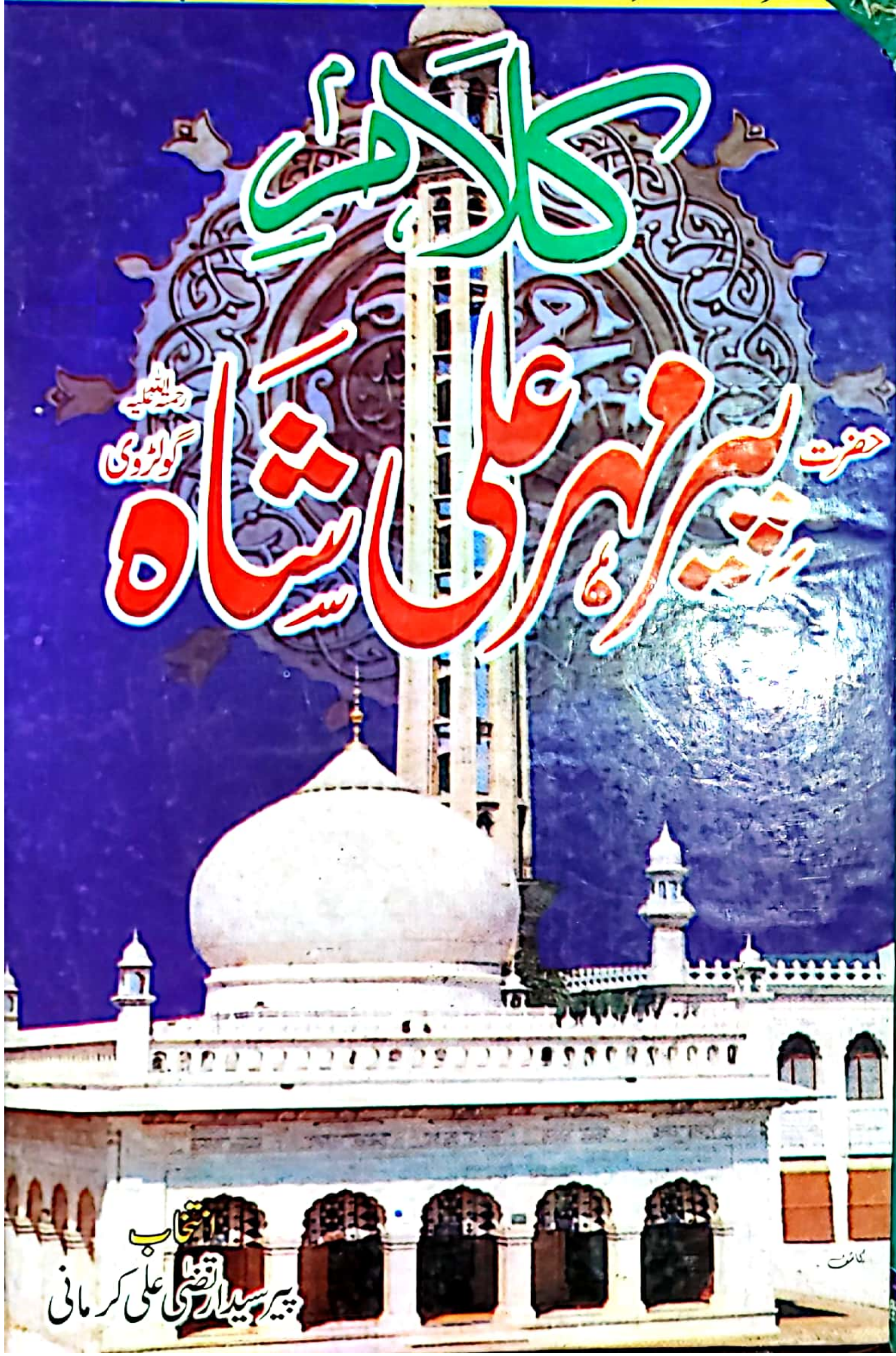
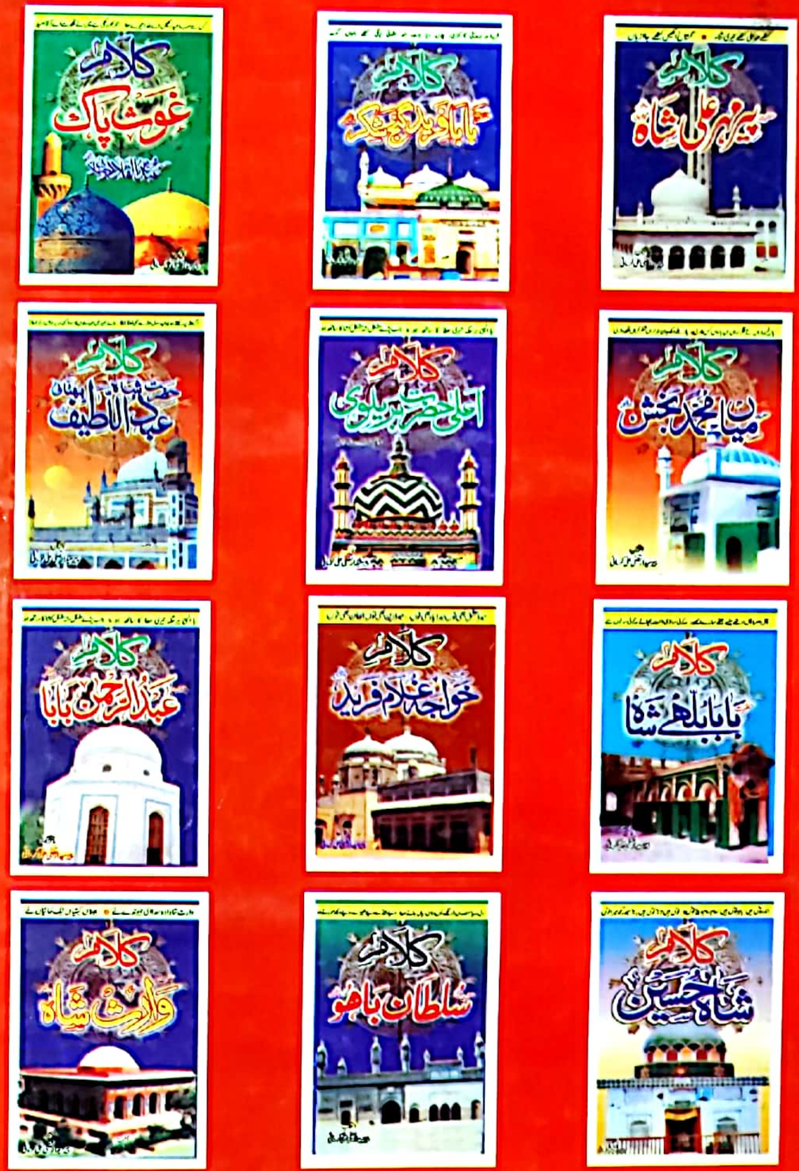
ہر علی کتھے تیری ثناء * گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں



کلامِ
حضرت پیر مہر علی شاہ
رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی

انتخاب
پیر سید ارتضیٰ علی کرمانی

عظیم اینڈ سنز کی عظیم کتابیں



AZEEM &SONS PUBLISHERS
Urdu Bazar Lahore. Voice# 042-7231806

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

کلام

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی

انتخاب

حضرت پیر سید ارتضیٰ علی کرمانی

پبلشرز

عظیم اینڈ سنز پبلشرز

اردو بازار لاہور۔ Ph:7231806

حاجی محمد عظیم بٹ عظیمی قادری نے صابر پریس سے طبع کروا کر
اگست ۲۰۰۳، بمطابق جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ میں شائع کی
قیمت مجلد 50/روپے
بیرون ملک 6 ڈالرز

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ

قبلہء عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ خطہء پنجاب کی عظمت وسطوت کا نشانِ عالیشان ہیں۔ آپ کی تعریف وتوصیف میں یہ عاجز ومسکین خود کو بے بس تصور کرتا ہے۔ اگر کسی میں کوئی ایک یا دو خوبیاں ہوں تو ان کا احاطہ آسانی کے ساتھ یا بہت زیادہ تگ و دو کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ مگر جہاں شخصیت قبلہء عالم جیسی ہو تو وہاں پر مجھ جیسے ناکارہ کا بس یہی چل سکتا۔ بھلا اس عاجز کی اوقات ہی کیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر بات کر سکے۔

قبلہء عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑی علیہ الرحمۃ کی ولادت با سعادت یکم رمضان المبارک 1275ھ بمطابق 14' اپریل 1859ء بروز پیر کو ہوئی۔ اہل اسلام میں یہ دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم پیدائش کے حوالے سے نہایت متبرک تصور کیا جاتا ہے۔

آپ کے والدِ گرامی قدر کا نام حضرت نذر دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آپ کا شجرۂ نسبت 25 واسطوں سے حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا ملتا ہے۔ روایت ہے کہ آپ پردادا حضرت سید روشن دین اور ان کے چھوٹے بھائی حضرت سید رسول شاہ صاحب اپنے آبائی علاقہ ساڈھورہ ضلع انبالہ سے ہجرت کر کے موضع گولڑہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔

حسبِ روایات آپ نے ابتدائی تعلیم خانقاہ کے مکتب سے ہی حاصل فرمائی جس کے بعد آپ نے ضلع سرگودھا کے ایک قصبہ "انگہ" میں مولوی سلطان محمود

صاحب سے اکتسابِ علم کیا۔ اب آپ مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے علیگڑھ تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے اڑھائی برس تک تعلیم حاصل کی۔ یہاں آپ نے خاص طور پر مولانا لطف اللہ صاحب سے اکتسابِ علم کیا۔ حدیث کا علم حاصل کرنے کے لئے آپ نے سہارنپور میں جانا پسند فرمایا جہاں آپ نے شیخ الحدیث مولانا احمد علی صاحب سے حدیث کا علم حاصل کیا۔ 1295ھ میں آپ نے حضرت مولانا احمد علی صاحب سے حدیث کے علم کی سند حاصل کی اور واپس گولڑہ تشریف لائے۔

جب آپ گولڑہ تشریف لائے تو آپ کی عمر سعید 20 برس ہو چکی تھی۔ آپ غور فرمائیں کہ آپ کی واپسی جب ہوئی تو آپ کی عمر 20 برس تھی اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ جب روانہ ہوئے ہوں گے تو آپ کی عمرِ سعید تقریباً 15,14 برس رہی ہو گی۔ تمام اولیائے کاملین کا یہی دستور عمل رہا ہے کہ نو عمری سے ہی اکتسابِ علم کا شوق ہو جاتا ہے۔ موجودہ دور میں یہ جذبہ اور یہ شوق معدوم ہوتا چلا جا رہا ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ نے پہلی بیعت تو اپنے خاندان میں سلسلہء قادریہ میں حضرت پیر سید فضل دین شاہ صاحب کے دستِ حق پر کی۔ دوسری بیعت آپ نے حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کے دستِ حق پرست پر سلسلہء چشتیہ میں کی۔ خواجہ صاحب سے آپ زمانہء طالب علمی میں ہی متاثر ہو چکے تھے۔ جب آپ ''انگہ'' میں تعلیم حاصل کر رہے تھے تو آپ اپنے استاد جناب مولوی سلطان محمود صاحب کے ہمراہ کئی مرتبہ خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو چکے تھے۔ جس کی وجہ سے خواجہ صاحب بھی آپ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ چنانچہ جب آپ تحصیلِ علم کے بعد واپس وطن آئے تو سب سے پہلے آپ نے خواجہ صاحب کی بیعت کی۔

حضور قبلہ عالم نے 1307ھ بمطابق 1890ء میں 31 برس کی عمر سعید میں سفر حج ادا فرمایا۔ یہاں آپ کی ملاقاتیں اور بحث و مباحثہ مدرسہ صدیقیہ کے ممتاز علمائے کرام سے بھی ہوئیں۔ جن میں حضرت مولانا حاجی رحمت اللہ مہاجر مکی، قاری عبداللہ مکی، قاری احمد علی مکی، قاری عبدالرحمٰن اللہ آبادی، قاری عبدالرحمٰن جو نپوری اور استاد العلماء مولانا محمس غازی جیسے بلند پایہ علماء شامل تھے انہی دنوں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی بھی یہاں موجود تھے۔

حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کے ساتھ جب آپ کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے آپ سے فرمایا کہ آپ ضرور واپس وطن جائیں کیونکہ عنقریب ایک فتنہ ملک ہندوستان میں پیدا ہو گا۔ بالفرض آپ اگر خاموش بھی بیٹھے رہے تو بھی وہ فتنہ ترقی ہرگز نہ کر پائے گا اور ملک میں سکون رہے گا۔ یہ بات حرف بہ حرف درست ثابت ہوئی۔

تاریخ شاہد ہے کہ قبلہء عالم نے قادیانیت کا مقابلہ زبان و قلم دونوں کے ساتھ پوری قوت کے ساتھ فرمایا۔ آپ ہی کی کوششوں سے قادیانیت بری طرح بے نقاب ہوگئی اور لاتعداد مسلمان اس فتنہ سے بچ گئے۔ آپ کے ملفوظات آپ کے تدبر کی وسعت اور علوم دینی کی مہارت کے آئینہ دار ہیں۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے فیض روحانی حاصل کیا۔ آپ غیر شرعی امور و رسوم سے سخت نفرت فرماتے اور اپنے عقیدت مندوں سے بھی فرماتے کہ ان سے بچے رہیں۔

آپ کے ملفوظات کا نام ''ملفوظات طیبہ'' ہے جبکہ آپ کی لازوال تصنیفات میں تحقیق الحق فی کلمۃ الحق، الاسلاح الفتح لاعجاز المسیح معروف بہ سیف

چشتیائی، شمس الھدائیہ' اعلاکلمتہ الحق فی بیان و ما اھل بہ بغیر اللہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کے مکتوبات کا مجموعہ بھی موجود ہے۔

آپ کی شاعری مکمل طور پر صوفیانہ شاعری ہے جس میں اکثر اشعار پنجابی زبان کے ہیں۔ آپ کے کلام میں اثر انگیزی و دلآویزی موجود ہے۔ جبکہ عشقِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا موضوعِ خاص ہے۔فراقیہ اشعار پڑھنے والے کو یقیناً مبہوت کر دیتے ہیں۔ عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار آپ نے اس طرح فرمایا۔

ہوواں میں سگ مدینے دی گلی دا
ایہو رتبہ ہے ہر کامل ولی دا

اس کے علاوہ آپ کی شہرۂ آفاق نعت ''اج سک متراں دی ودھیری اے'' تو آپ اپنی مثال ہے۔

یہ عاشق رسول کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور مسلمانوں کا حامی و مددگار جاودانی کی سمت 29 صفر 1356ھ بمطابق 11 مئی 1937ء کو روانہ ہوئے آپ کا روضہء اطہر گولڑہ شریف میں مرجعء خلائق ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کو آپ کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے۔

طالبِ فیض گولڑہ

28 ربیع الثانی 1424ھ — خاکپائے سگِ سگانِ کوئے مدینہ

27 اگست 2003ء — سید ارتضٰی علی کرمانی۔ عفی اللہ عنہ

6 'بیت السادات' چاہ میراں لاہور

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمتہ

''مہر منیر'' نامی کتاب کے صفحہ نمبر 489 پر رقم ہے کہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ پنجابی اور فارسی زبان کے ایک نعت' گو سخنور تھے آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام جو نعت مُناجات اور تصوف پر مشتمل ہے اپنی سلاست اور انوکھے انداز کی وجہ سے غلبۂ حال کا مرقع معلوم ہوتا ہے کئی طویل نظمیں فی البدیہہ لکھتے یا لکھا دیتے تھے وارداتِ غیبی کی تاثیر سے ایک مرتبہ قافیہ و ردیف سے بے نیاز ہو کر بھی کلام ارشاد فرمایا ہے چنانچہ حضرت قبلہ بابو جی کی طرف ایک مکتوب میں اس قسم کا ایک شعر درج کر کے فرماتے ہیں۔ لسان الوقت کو قافیہ وردیف سے غرض نہیں، لہٰذا مجنونانہ مضامین پر عقلا کو مواخذہ کا استحقاق نہیں'' حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بعض پنجابی نظمیں قبولیت عام حاصل کر چکی ہیں اور بے پناہ تاثیر کی حامل ہیں بالخصوص وہ نعت جس کا مطلع ہے اج سک متراں دی ودھیری ہے کیوں دلڑی اُوداس گھنیری ہے' اور دو نعتیں ع اجے بھی اوہ پیاں دسدیاں سانوں ماہی والیاں ناہلیاں'' اور ع ''دل لگڑا بے پرواہاں نال'' اس ملک میں قوالی کی جان سمجھی جاتی ہیں اور اکثر تقاریب میں اور ریڈیو اور ٹی وی پر پڑھی جاتی ہیں۔

کبھی کسی استاد کا کلام پسند فرماتے تو طبع عالی پرواز کر کے اپنے بلند مقام سے جواب کہہ جاتی چنانچہ حضرت سیّد بُلھے شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تھا۔ ؎

کن فیکون جداں آکھیا آہا تاں اساں وی کولے آہسے
جب اللہ نے کن فیکون کے الفاظ کہے تھے اس وقت ہم بھی پاس ہی تھے
ہکے لامکان مکان اساڈا ہکے بُت وِچ آن پھسیا سے
کبھی لامکان ہمارا ٹھکانہ تھا مگر اب اس پُتلے میں مقید ہیں
ہکے ملک اسانوں سجدے کر دے ہکے خاک وچ آن رُلیا سے
کبھی ہم فرشتوں کے مسجود تھے مگر اب خاک میں ملے ہیں
بُلھے شاہ نفس پلیت نے پلیت کیتا کوئی مُڈھ دے پلیت تاں ناہسے
بُلھے شاہ اس نفس کے ہاتھوں ہم رسوا ہوئے ورنہ ازل سے تو ہم ایسے نہ تھے

اسی زمین میں ہمارے حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے۔

کن فیکون تاں کل دی گل ہے اساں اگے پریت لگائی
کن فیکون تو کل کی بات ہے ہم نے اس سے بہت پہلے پریت لگائی تھی
توں میں حرف نشان نہ آہا جدوں دِتی میم گواہی
''میم'' نے اس وقت گواہی دی جب تیرا میرا نشان بھی نہ تھا
اجے وی سانوں اوہ پئے دسدے بیلے بوٹے کاہی
اس وقت کے آثار ہمیں اب بھی نظر آرہے ہیں
مہر علی شاہ رل تاہیوں بیٹھے جداں سِک دوہاں نُوں آہی
اے مہر علی شاہ دونوں کو ایک دوسرے کی طلب تھی اس لیے مل بیٹھے ہیں۔

(اس رباعی میں حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اَوَّلَ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ کے مطالب کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو حضرت امام احمد بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسند عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بروایت حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کی ہے کہ کہا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس جاندار چیز کو پیدا فرمایا تھا؟ فرمایا۔ سب سے پہلے ۔ اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی (ﷺ) کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا اور یہ نور بقُدرت و مشیتِ خداوندی پھرتا رہا جہاں اس نے چاہا اس وقت کوئی شے نہ تھی۔ نہ لوح نہ قلم۔ نہ بہشت نہ دوزخ نہ فرشتے۔ نہ آسمان نہ زمین۔ نہ سورج نہ چاند۔ نہ جن نہ آدمی۔ پھر جب مخلوق پیدا کرنے کا ارادہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس نور کو چار اجزا پر تقسیم فرمایا۔ پہلے جزو سے قلم۔ دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش کو پیدا کیا اور چوتھے جزو کو پھر چار حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ پہلے سے آسمان۔ دوسرے سے زمین۔ تیسرے سے بہشت اور دوزخ پیدا کیے۔ پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا پہلے سے مومنین کی آنکھوں کا نور دوسرے سے ان کے دلوں کا نور۔ تیسرے سے نور توحید لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّد'' رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو پیدا کیا حضرت سیّد محمد حنفادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ چوتھے حصے سے ارواح انبیاء پیدا کیے گئے اور تابقی کو پشت آدم میں رکھا گیا)

اسی طرح حضرت عراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اشعار سے بھی متاثر ہو کر حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً چند اشعار کہے حضرت عراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فرما گئے ہیں۔

نخستیں بادہ کاندر جام کردند
مزاجش عکس آں گل فام کردند
چوں خود کردند رازِ خویشتن فاش
عراقی را چرا بدنام کردند

اس پر حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً شاہ ولی اللہ صاحب کے کلام کے ساتھ کچھ اشعار فرمائے۔

مئے توحید از خم خانۂ غیب
بستانِ الست اِنعام کردند
چوں غلطیرم ز مستی ہاہبر سُو
حریفاں مستی از من دام کردند
ہویدا شُد در امکاں صورت حق
بہ آں صورت جہاں را رام کردند
بہر آں کہ غیرش نیست موجود
بخود آغاز وہم انجام کردند

خواجہ حافظ شیرازی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک غزل کا شعر ہے۔

سینہ مالا مال درد است اے دریغا مرہمے
دل ز تنہائی بجاں آمد خدا را ہمدمے

حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی رنگ میں اس طرح فرمایا ہے۔

سینہ مالا مال درد است و بجوید ہر دمے
درد بردردے دگرز خمے بجائے مرہمے
قرعۂ قالش بنام آدم خاکی زدند
گل بود نے دل کہ باور ے بجوید مرہمے
دل کند ز خمے رفو گر مہرباں دارد طلب
نوکِ مژگاں راصبا بارِ دگر گوہر ھمے

حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ غزل ایک سال پاک پتن شریف کے عرس میں ایام محرم کے اندر پڑھی جارہی تھی حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خود رونق افروز محفل تھے۔ ہندوستان کے ایک بزرگ سجادہ نشین پہلے ہی شعر پر وجد میں آکر رقص کرنے لگے۔ آداب چشتیہ کے اتحت ساری محفل اٹھ کھڑی ہوئی۔ روتے جاتے تھے اور لذتِ فریاد میں ان اشعار کی اس طرح تشریح کر رہے تھے: سُبحان اللہ پیر صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب مرثیہ کہہ ڈالا ہے سنو۔ سنو حضرت امام حسین علیہ السلام تہِ خنجر کیا فرما رہے ہیں۔

''اے میرے دلِ و جان اور میری روح کے محبوب! اے میرے ایمان! اس خنجر کی روائی کو تاقیام قیامت دراز کر دے کہ تیری محبت میں ذبح کیا جاؤں اور زندہ ہو جاؤں اور پھر ذبح کیا جاؤں۔''

اس کلام کیف کے بقیہ اشعار یہ ہیں۔

بستہ شد اندر ازل خاطر بداں شور جہاں
کز نسیم تاب زُلفش نوریاں پیچد ہے
الحل العینین اَملَحُ وَاَزَجُّ الحاجِبَین
سرمہ گیں چشمے، کماں ابرو ملیحے۔ ارحمے
رُوئے تاباں والضحیٰ واللیل مُویش ذاسجیٰ
و ز فتحنائش لوے، یٰسین از متبسمے
دوش درگوشم رسیدہ از سگانِ کوئے دوست
مہر مارا کئے سزد ہر خود پرستے بے غمے

۱۹۱۲ء میں ملک سلطان محمود خان ٹوانہ نے قبلۂ عالم قدس سرہ کی خدمت میں اپنی کسی پریشانی کے متعلق عریضہ ارساں کیا اور عنوان یہ شعر لکھا۔

گرچارہ مِرے زخم جگر کا نہیں کرتے
اچھا یہی کہہ دو کہ ہم اچھا نہیں کرتے

حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بواپسی اپنے قلم مبارک سے یہ منظوم جواب ارسال فرمایا۔

اُس چشم سیاہ مدبھری پُرسحر و فتن سے
سلطاں بھی اگر اُلجھیں تو اچھا نہیں کرتے
بے ساختہ تھا زخمِ جگر نوکِ مژہ سے
پھر شکوہ ہی کیا ہے کہ وہ اچھا نہیں کرتے
کہہ دیوے بھلا کیسے کوئی میرِ عرب ﷺ سے

''اچھا یہی کہہ دو کہ ہم اچھا نہیں کرتے''
ہے مِہرو وفا طرز و ادا آلِ عبا کی
ہر گز نہ کہیں گے کہ ہم اچھا نہیں کرتے

مولوی محرم علی چشتی کے لڑکے مولوی قائم علی جب گولڑہ شریف کے درس دینیات میں داخل ہوئے تو نہایت غبی طالب علم شمار کیے جاتے تھے اس سے پہلے مدرسہ نعمانیہ لاہور کے اساتذہ ان پر بہت محنت ضائع کر چکے تھے اور انہوں نے چشتی صاحب پر جو انجمن نعمانیہ کے صدر تھے اس صاحب زادہ کی تعلیم کے متعلق اپنی قطعی مایوسی کا اظہار کر دیا تھا لیکن چشتی صاحب بھی بیٹے کو انگریزی سکولوں میں داخل کرنے کے مشوروں کو ٹھکرا کر اُسے عالم دین بنانے کے ارادے پر مصر تھے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ نے قائم علی صاحب کے ذہن نارسا کی شکایات سُن کر اپنے پاس بلوایا اور ''فاضل لاہوری'' کا خطاب بخشا چنانچہ وہ اسم با مسمّٰی ہو گئے اور عمر بھر اسی خطاب سے مشہور رہے ایک روز یہ ''فاضل لاہوری'' فارسی میں نظم کہہ کر لے آئے اور حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں یہ نعت فی البدیہہ لکھوا دی۔

آشفتۂ مہروئے پرناز وشتم گارم
من کشتۂ ابروئے آں دلبر عیارم
برباد سیہ چشمے ہمہ روز سیاہم شد
و زناوکِ مژگانش صد خاربہ دل دارم
از زُلفِ پریشانش شد خانہ بدوش من
در مصحف روئے او آیات خدا دارم

عشق آمد و شد ساری چوں بو بگلاب اندر
اودر من و من دردے سریست از سرارم

بیروں نہ زوم قدمے دیں طرفہ تماشابیں
پُر آبلہ شُد پایم عمریست کہ سیارم

قَدْ کَانَ وَمَا مَعَہٗ مَا کَانَ مِنَ الْاَکْوَان
اَلْآنَ کَمَا کَانَ مشہود دِل زارم

تایافتہ ام خبرے ازبابِ علوم دِل
دِلدادہ بمہرآں شہ حیدرؓ کرّ ارم

اسی زمین میں کچھ عرصہ بعد حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک اور نظم مختلف حالات کے اندر قلم برداشتہ تحریر فرمائی تھی موضع موہن تحصیل ہری پوری کے ایک معمرّ اور ذی علم سیّد حسین شاہ صاحب نے ایک کتاب تصنیف کی تھی جس کی کسی عبارت پر نواحی علاقہ کے ایک مفتی نے فتویٰ دیا تھا کہ یہ شخص اہل سنت سے خارج ہے اور اس کے ساتھ تعلق رکھنا حرام ہے حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ اس علاقہ میں تشریف لے گئے تو مصنّف نے حاضر ہو کر اُس عبارت کے مشکوک پہلوؤں کی وضاحت کر دی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتویٰ کو خطا سے تعبیر کر کے انہیں ترکِ موالات کی مصیبت سے نجات دلوائی کچھ عرصہ بعد اُن کا عریضہ آیا کہ مفتی صاحب کا تشدّد اور بڑھ گیا ہے اور انہوں نے حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی اپنے فتویٰ کی لپیٹ میں لے لیا ہے چنانچہ جواباً یہ اشعار تحریر فرمائے اور لکھ بھیجا کہ اپنے بزرگان اہلبیت کی سنت میں صبر سے کام لیں۔

گونامہ سیاہ کردم از بسکہ گنہ گارم
امّا نظرے بستہ بر رحمتِ غفارم

احباب بہ تکفیرم گر قلم و زباں راندند
حاشا کہ بحق شاں جُز عفو روا دارم

درکُوئے خُدا بیناں زاں روز کہ شد گزرم
از مذہب خُود بینی بیزارم و بیزارم

رم کردہ زِ غیر اُو دارم دلکے شیدا
بے ہوشم وبا ہوشم، بے کارم و باکارم

تاساقیِ مستانم مَے ریختہ بکارم
عُریان و خراباتم، رقصانم و سرشارم

اَلْمُلْکُ لِمَنْ غَلَبَ نامیست زِمن باقی
از قرب مع اللّٰہی برتر شُدہ زاں کارم

از سِلسلۂ فقرم اَے دوست چہ مئے پُرسی
دِلدادہ بمہرآں شہِ حیدرؓ کرارم ۔

اپنے فرزند ارجمند صاحب السیّد غلام محی الدین بابو جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بعض مکتوبات میں حضرت قدس سرہ نے عارفانہ اشعار بھی لکھے جو برائے افادہ درج ذیل ہیں۔

اے غلام غوث اعظمؓ فکر کُن
فکر کُن در خِلقت پس شُکر کُن

جمع گشتہ در تو عالمِ خلق و امر
جسم تو خلق است و رُوحت ہست امر
ہست در توجملہ از عالم کبیر
زیں جہت شُد نام تو عالم صغیر
جد توکل شد ملائک جزء او
زیں سبب آمد خطاب اُسجُدُوا

دیگر

چُونکہ در عالم سخن گوئے یکے است
پارسی و ہندی و عربی یکے است
کیست دیار اندریں دارالوجود
لَیسَ اِلّا مَنْ ھُوَ الحُکمُ الوَدُود
وَجْھُہٗ فِی کُلِّ شَیءٍ یَّتَجَلّٰی
عِلْمُہٗ فِی کُلِّ شَیءٍ یَّحْتَوِیٰ
ے وزد بادے چو اَر اِلّا اَنا
کُلُّ شَیءٍ یَّنْعَدِمْ مَعْ مِہْر شَاہ

فارسی میں حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ایک اور مشہور نعت یہ ہے۔

صبا ز طرہ شبرنگ مہوش طنّاز
کشود نافۂ مشکیں بروئے اہل نیاز
کیم گدائے در مفلسی و کوتاہ دست

کجا ایں غالیہ عطری و قصہ ہائے دراز
تُوئی کہ ذرہ صفت رابا آسماں بردی
چگونہ شکر تو گوید کمینہ بندہ نواز
غرض ادائے نیاز است ورنہ حاجت نیست
کمالِ حشمتِ محمود رابعجز ایاز
رہین ساقی چشم کہ جرعہ بخشاند
زِ جامِ چہرہ ترکانِ مہوشانِ حجاز
بہ بزم بادہ فروشاں بہ نیم جَو نہ خرند
متاعِ زاہد طماع چہ حج و صوم و نماز
مرازپیر مغاں راز ہائے سربستہ است
فغاں زواعظ خود بیں کجا است محرم راز؟
اگرچہ حسن تو از مہر غیر مستغنی است
من آں نیم کہ زِ ایمان خویش آیم باز

ایک مرتبہ حضرت موضع قاضی غالب ضلع لائل پور (فیصل آباد) جارہے تھے جہاں پنجاب کے مشہور صوفی شاعر حضرت علی حیدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار کنارِ راوی واقع ہے وہاں دریائے راوی پر فی البدیہہ چند اشعار ارشاد فرمائے۔

راوی از ہجراں شکایت می کُند
از وصالش ہم روایت می کُند
گشتہ ام مجُبور تراز اصلِ خویش

تیز تر پویم برائے وصل خویش
آمدم از بحروے پویم بہ اُو
روزگارِ وصل مے جویم بہ اُو
راوی و مروی و عنہ ہم
گشت چوں ہجران و وصل اینجا بہم
وہم ظل علم او ظل وجود
داند اوکو، راست دا چشم شہود

ایک دفعہ حضرت خواجہ نظام الدین صاحب تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادہ جناب بابو جی صاحب مدظلہ کو خط میں یہ اشعار لکھ بھیجے۔

اے وعدہ فراموش کروں کیوں نہ شکایت
تو نے تو یہ وعدہ کیا تھا دمِ رخصت
بھولوں گا کبھی تجھ کو نہ میں تابہ قیامت
گر یاد تمہیں ہم تھے تو کیوں از راہ الفت
خطے نہ نوشتی و مرا یاد نہ کردی
گاہے بہ زبان قلم شاد نہ کردی

جناب بابو جی صاحب نے یہ خط قبلۂ عالم قدس سرہ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب کے لیے یہ اشعار لکھوا دیئے۔

ہوں وعدہ کا پکا نہ کرو میری شکایت
میں نے تو یہ وعدہ کیا تھا دمِ رخصت
بھولوں گا کبھی تم کو نہ میں تابہ قیامت
ہے یاد مجھے آپ کی ہر لحظہ بہ الفت
ہے یاد صفت دل کی نہ کاغذ نہ قلم کی
جب یاد ہو دل میں نہیں حاجت ہے رقم کی

قاضی سربلند خان پشاوری سے خوش طبعی فرمایا کرتے تھے انہوں نے لکھا کہ آپ کو ہمارا کچھ خیال نہیں مدت ہوئی یاد نہیں فرمایا جواب میں صرف ایک شعر تحریر فرمایا۔

خاکساروں سے خاکساری ہے
سر بلندوں سے انکسار نہیں

قاضی صاحب نے جواب دیا۔

حلقہ بگوشوں میں سر بلند ہے آج
حضرتِ مہر شاہ کو خیال نہیں

اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔

شاعری میں بھی سر بلندی ہے
قافیہ بھی یہاں بکار نہیں
مہر اور پھر بے مہر کیا معنی؟
جمعِ اضداد ناگوار نہیں؟

ایک اور نظم جو" مثنوی بُوڑا" کے نام سے مشہور ہو گئی ہے ایک سفر کے دوران ایک چشم کو چوان کے رویہ سے متاثر ہو کر موزوں فرمائی تھی جس کا گھوڑا بھی اپنے مالک کی طرح ایک آنکھ سے محروم تھا اور دونوں کی رفاقت کا نتیجہ یہ تھا کہ تانگہ ایک سمت کو غلط چل رہا تھا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فی البدیہہ یہ اشعار موزوں فرماتے گئے اور مفتی غلام مرتضٰے صاحب صدر انجمن نُعمانیہ لاہور اور ملک سلطان محمود ٹوانہ جو ساتھ سوار تھے قلم بند کرتے گئے یہ اشعار بے عمل مولویوں، بے عمل صوفیوں اور متعصب وہابیوں اور نیچریوں پر ایک لطیف طنز کا حکم رکھتے ہیں۔

واحد العین است یک سُو نگرد
از ہمہ رفقا میحدہ مے رود
ربّنا اِنا ظلمنا الاماں
ان نسینا توز دستش وارہاں
یا ملا ذالکل یا کہف الوریٰ
اوست اعور نجّنا یاربّنا
گوئمش ہر چند . لیکن . نشود
ہر کسے برخلقتِ خود مے تند
خِلقتش یک چشمی است و احولی
ربِّ فاسُلکہُ صِراطًا مُستوی

اس دوران مفتی غلام مرتضٰی صاحب اپنے گاؤں کے چوراہے پر رخصت کے طلب گار ہوئے فرمایا۔

مخلصی فی اللہ، غلام مرتضٰی
از شرارتِ کور باطن قدنجی
آرے آناں کہ غلام حیدرؓ اندر
از دِل و جاں شاں رہینِ صفدر اند
گوئے سبقت مے برند از ہر کسے
دارند از مولا علیؓ نصرت بسے
کیست مولائے علیؓ مولائے کُل
ھکذا قد قالہٗ خیر الرسلؐ
از نفوسِ ماست اولیٰ تر نبیؐ
پس علیؓ را ایں چنیں داں یا اخی
گشت اوّل از ہمہ نُور نبیؐ
بُودا قرب تربہ او نُور علیؓ

یہاں خیال آیا کہ میں نے (اس ہندو) کوچوان کو رباطن کا سخت لفظ کہہ دیا ہے فرماتے ہیں۔

کور باطن گفتمت اے بوڑیا
بالمقابل مے وہم حالا دُعا
حق تعالیٰ نورِ ایمانت دہاوَ
جان و جسمت دائماً در فرح باد

پھر مفتی غلام مرتضٰی صاحب کی جدائی کا خیال عود کر آتا ہے فرماتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

جامع علم وحیا آں باوفا
مخلصیِ فی اللہ غلامِ مرتضٰی
صانہ الرحمٰن من نار السقر
وقتِ ماخوش کرد اندر ایں سفر
دِل نمے خواہد شود از ما جُدا
یا علیؓ امسک غلامک عندنا
جذبہ ٔ عشقت ساری در جہاں
اصل کل جذبات فَاَحْبَبْتُ بداں

(کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ کے اِرشاد باری تعالیٰ کی طرف اشارہ ہے)۔

ہست بے صورت جناب قدس حُب
قد تجلّٰی فی غیابات الجب
داں جنود مجندہ ارواح را
ماائتلف ثمہٗ کشد شباح را

ایک مرتبہ پاک پتن شریف سے واپسی پر جب علی حیدر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کے وطن میں اقامت فرماتے تھے تو قبلہ بابو جی کے تقاضا پر ایک نظم فی البدیہہ قلم بند کرائی جس کے ہر شعر کے پہلے حرف کو لے کر دیوان سید محمد صاحب کا نام نکل آتا ہے جو اس وقت پاک پتن شریف کے سجّادہ نشین تھے پوری نظم ملاحظہ ہو۔

د۔ دِلا کس کی لگن میں پھرتا ہے وحشی تو بن بن میں
پٹن میں منٹگمری میں علی حیدر کے موطن میں
ج۔ یہاں لا کر کِیا قائلِ فسونِ سحر کا اپنے
کمندِ زلف میں تیر مژہ میں چشم پرفن میں
ا۔ وہاں سوئے پڑے تھے خوش عدم کی نیند میں بے خود
جگا کر جلوہ دکھلایا ہمیں مظہر دیوانن میں
ا۔ ارے ساقی ترے ممنون ہیں سب رند و مستانے
پلادے جام بھر کے جس سے سب غم جائیں آنن میں
ن۔ نگارے۔ والضُّحٰی رُوئے و واللّیل سجے مُوئے
(دیوان) ابھی گذرے ہیں اس راہ سے بھری خوشبو مشامن میں
س۔ سُنا کر میٹھی باتوں کو دکھا حسنٰی صفاتوں کو
دلوں کے قافلے لوٹے ہیں خود بیٹھے مکانن میں
ی۔ یہ کیسا ہے گداز و سوز کیسی ہے یہ بے خوابی
جگر میں آنکھ مین دل میں سراپا جسم تن من میں
د۔ دل حیراں کی تسکین کو خیال ان کا غنیمت ہے
مجھے ڈر ہے نہ جائے ان کی طرح لامکانن میں
م۔ مدینے میں بلا بھیجو قریب وادی حمرا
تڑپ کر ڈال لوں میں ہاتھ پھر سیمین ساقن میں
(سفر حج میں وادی حمرا کے اندر ظاہری زیارت کی

طرف اشارہ ہے)

ح۔ حریف ساغر و مے ہوں غریق بحر عصیاں ہوں
سہارا ہے فَتــــرْضـــیٰ کا مجھے محشر مکانن میں

م۔ مجھے کیا غم ہے محشر کا ہر احامی ہے جب وہ شاہ
کہ لولاک و طٰــــــــــــہٰ و مزمل جس کی شانن ہیں

د۔ دلامت رو غلام ہو کر تو محی الدین جیلی ؒ کا
محمد. مُـــرِیْـــدِیْ لَاتَـــخَفْ بس ہے سہارا ہر دو کونن میں

جب ۱۳۱۸ ہجری مُطابق ۱۹۰۰ء میں حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لاہور میں قادیانی معرکہ سے مظفر و منصور ہو کر واپس آئے تو جناب حضرت ثانی صاحب سیالوی رحمتہ اللہ تعالیٰ کا مبارک نامہ پہنچا اس کے جواب میں یہ لکھ کر کہ یہ مبارکیں عالم گیر خطۂ خاک پاک سیال شریف کو شایاں ہیں۔ ے

از رہگذرے خاک سرکوئے شُما بود
ہر نافہ کہ در دستِ نسیم صحر اُفتاد

اپنے شیخ کریم حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان اور فیضان میں بے ساختہ یہ بیس اشعار وحدت وجود کے رنگ میں قلم بند فرمائے ہیں اور ان میں ظاہر کیا ہے کہ مجھ سے جو کچھ ہو سکا ہے وہ اسی شمس نورانی کے نور مطلق کی بدولت ہوا ہے جو میرے اندر کار فرما تھا حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیف چشتیائی میں بھی ایک جگہ تحریر فرمایا ہے کہ اس وقت میں محسوس کر رہا ہوں کہ گویا میرے شیخ میرے پاس موجود ہیں اور اپنی توجہ سے مدعیِ قادیان کے جواب

میں دلائل میرے قلب میں القا فرما رہے ہیں اس خط کے آخر میں فرمایا ہے یہ چند اشعار مذکورۃ الصدر جو لسان الوقت نے بغیر امدادِ عُروض و قوافی ہدیہ در دولت کیے ہیں امید ہے کہ بہ لحاظ جنون و بے ساختہ پن محل اعتراض بُلغا نہ ہوں گے۔"

شمس نورانی کہ نور مطلق است
در ہمہ آفاق نورش مطبق است
گشت خورشیدے نہاں در ذرّہ
شیر نر در پوستین برّہ
از پے روپوش عامہ درمیاں
مہر شاہ شد مشتہر بر ہر لسان
چونکہ نور افشاند بر لاہوریاں
ظل مخروطی خفت فی القادیاں
شب ز روز و روز از شب شُد عیاں
فَـمَـحَـوْنَـا آیَـتَ الـلَّیْـلِ بیاں
دیں عجب کاں شمس از نورِ قدم
ناتواں را بُود خود صاحب علم
انــت تهــدی انــت تــضــلــل مــن تشــا
انــت تــعــزز انــت تــذلــل ہر کرا
طرفتہ العینی نہ ازما جُدا
بس عجب از دردِ ہجراں نالہ ہا

چشم عاشق بہر جست و جوئے جاں
شد بخاک کوئے تو غوطہ زناں
گر نہ دادے نام پاکت دست را
کس نہ دیدے در جہاں ایں مست را
از مسمّٰی اِسم چوں راند نفس
عالمے راگوش بربانگِ جرس
نام وادی از کرم دیوانہ را
نسخۂ فیہ الشفا مستانہ را
نامِ پاکت ساختہ وِرد زباں
مہر تو رادر دِلش کردہ نہاں
خاصہ مستانے کہ مست اندر الست
مونس جانہائے شاں بدس سوزِ تفت
آن مقیمان سرکوئے کسے
واں اسیران خم موئے کسے
راکعیں برباد ابروئے کسے
ساجدیں سرشارمہ روئے کسے
ہر دو عالم در ہوائش باختہ
پائے ازدیدہ براہش ساختہ

سیّما آں سرد بستان خدا
شاہباز قدس آں شمس العُلیٰ
طلعت رو از تجلی فی الخیال
مدر کہ بانا طقہ گردند لال
بس کن اے دل قصہ بے انفصام
السلام اے بدرِ شمسم والسّلام

ایک عاشق اپنے خط میں حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھ کو نرگس بیمار اور زُلف کو زنجیر کی تار سے تشبیہ دیتا ہے جواب میں لکھتے ہیں۔

حیران ہوئے پریشان بہوں اس نرگس بیمارنوں وکھ کے جی
بن پیتے شراب خراب پھرن اس مست سرشار نوں وکھ کے جی
بن قید زنجیر ہن پھنس گئے اس زلف دی تار نوں وکھ کے جی
شالا نرگس مست نوں مہر پوے کرے مہر بیمار نوں وکھ کے جی

قصیدہ فارضیہ کے بعض اشعار کا ترجمہ پُرسوز پنجابی میں فرمایا جو اس شعر سے شروع ہوتا ہے۔

سار باناں مہر باناں راہیا
شالا جیویں خیر تھیوی راہیا

یہ فراقیہ نظم قبلہء عالم نے اپنے مرشد زادہ حضرت خواجہ محمد دین صاحب المعروف ثانی سیالوی علیہ ارحمۃ کی عیادت کے موقع پر تحریر فرمائی تھی۔ 7 جمادی الاول کو قبلہء عالم نے حضرت بابو جی سرکار علیہ الرحمۃ کو ایک خط تحریر فرمایا۔ اس میں

آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ

''شب جمعہ قریب دو بجے خوشاب اُتر کر اُسی وقت دریا کو عبور کر کے آرام کیا۔ علی الصبح وہاں سے نماز پڑھ کر بسواری بگھی فوراً چھاؤنی پہنچے۔ حضرت صاحب عم فیوضہم اس قدر خوش ہوئے کہ تحریر سے باہر ہے آپ کو کئی روز کا سخت انتظار تھا۔ ہر ایک شخص اِس انتظار کی عجیب کیفیت بیان کر رہا ہے۔ بالخصوص میرے اشعار متعلق فارضیہ

بُھلدے نہیں اور بول مِٹھڑے ڈھول دے
بول سانوں یار روہی رول دے

نہایت رقت طاری کیے ہوئے تھے۔ پہنچتے ہی میں نے اِنتظام سیال شریف لے جانے کا کیا۔ اُس روز آپ کو لبِ دریا کنارۂ خوشاب سے کشتی پر سوار کیا۔ علی الصبح بروز شنبہ سیال شریف پہنچنے پر سب کو از حد خوشی ہوئی اور دُعائیں دینے لگے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ضعف از حد ہے۔ غذا نہیں۔ مجھ کو ایک لحظہ آنکھوں سے غائب نہیں چاہتے۔''

پیش آنے والی جدائی کے اِحساس اور تصور نے جو کیفیات دِل میں پیدا کر رکھی تھی اُنہیں حضرت ابن فارض مکیؒ کے دو فراقیہ اشعار کی لَے اور تضمین میں اِس طرح ثبت فرمایا ہے کہ آج بھی اس کی غم انگیز و پُر درد اُداسی' بے بسی اور بے چارگی دِلوں میں ہیجان پیدا کر دیتی ہے۔

سائِقَ الاَظعانِ یَطوِی البِیدَ طَیٖ
مُنعِماً عَرِّج عَلٰی کُثبانِ طَیٖ

ساربانان ! مہربانان ! راہیا !
شالا جیویں خیر تھیوی ماہیا !
آکھیں جا اُنہاں پیاریاں دِلجانیاں
گُوڑھے نیناں والیاں مستانیاں
لا پریتاں دے کے لارے اُوہ گئے
اُوہ گئے اُہ دِل دے پیارے اوہ گئے
سارا عالم صدقے آکھاں بول تُوں
واراں سر میں اُس انو کھڑے ڈھول تُوں
بِن تُساڈے ہِک گھڑی سَو سال دی
بہہ ٹھکانے پَی تُساڈے بھال دی
اِک وچھوڑا ڈوجھے طعنے جگ دے
پیراں تھیں سر تک انبے اگ دے
بالدی دِیوے پئی خانقاہاں تے
آوندا ویکھاں ڈھولا انہاں راہاں تے
چشماں فرش وچھاواں خاطر ڈھول دی
مرحبا یا مرحبا پئی بول دی
پہنچیں جدتُوں سوہنیاں دی جھوک تے
خیر ہو دی اِنہاں نُوں ذرا روک تے

جا سُنیہڑا دیویں اُنہاں جانیاں
گوڑھے نیناں والیاں مستانیاں
لَسْتُ اَنْسٰی بِالثَّنَایَا قَوْلَھَا
کُلُّ مَنْ فِی الْحَیِّ اَسْرٰی فِی یَدَیْہِ
بُھلدے نہیں اوہ بھو مٹھڑے ڈھول دے
بول سانول یار روہی رولدے
رات ساری گذری تارے گِندیاں
یاد کر کر قول میزاں مِندیاں

ان ہی ایّام میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے بحضورِ جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ پنجابی زبان کے مندرجہ ذیل اشعار میں استغاثہ پیش کیا تھا۔

رو رو لِکھے چھٹیے درداں بھریئے' پتہ پچھیں بغداد دے واسیاں دا
دیہویں جا سُنیہڑا دُکھاں بھریا اِنہاں اکھیاں درس پیا سیال دا
آہیں سُولاں بھریاں سینے سڑے وِچوں نِکلن حال ایہہ سدا اُداسیاں دا
تیرے مُڈھ قدیم دے بردیاں نوں لوک دس دے حرف چپڑاسیاں دا
دستگیر مہر توں مہر علی تے کون باجھ تیرے اللہ راسیاں دا

ایک اور جگہ حضرت جامی رحمتہ اللہ تعالیٰ کی ''یُوسف زلیخا'' کی طرز میں فرماتے ہیں۔

نِسیما قاصدانہ ویس لائیں
بوَجہ اللہ ماہی دے دیس جائیں

ادب سیتی دیویں بوسہ زمیں نوں
تے اکھیں اس طرح اس نازنین نوں
مدت ہوئی نہ ملیا یار پیارا
کدیں منزل کر کے سوہنا اتارا
بہانواں کول۔ آکھاں بول وے ڈھول
ترے بولن اُتوں عالم کراں گھول
کے ہوسی چانوازیں گولڑی نُوں
زیادہ نہ کریں گل تھولڑی نُوں
وچھوڑا ناں کسے دے پیش آوے
کسے دا یار ناں پردیس جاوے
کدیں پردیسیاں نوں یاد کرناں
غریب الوطن دا دل شاد کرناں
کوئی ہووے سیو کشتی مہاناں
اساں سر پر سجن دے دیس جاناں
ہوواں میں سگ مدینے دی گلی دا
ایہو رتبہ ہے ہر کامل ولی دا
دِلا سمجھا توں اکھیاں زوندیاں نُوں
جگر دا خون بھر بھر کھوندیاں نُوں

رہی سمجھاتے آون باز ناہیں
روون دھوون تے وَسّن راز ناہیں

ہندی خیال جو اکثر قوال بطرزِ بھوپالی گاتے ہیں۔

جب سے لاگے تورے سنگ نین پیا
نیند گئی آرام نہیں ساری رین پیا
دُکھ آے سکھ بھاگ گئے
سب عیش مٹا سارا چین پیا
تن من دھن سب تجھ پر واروں
وار دیوں کونین پیا
جیا ترپت ہے درسن دیجو
صدقہِ حسنؓ حسینؓ پیا
وَصَلِّ عَلیٰ کیا شان ہے
لَا مِثْلَکَ فِی الدَّارَیْن پیا
مہر علیؒ ہے حُبِّ نبیؐ اور حب نبیؐ ہے مہر علیؒ
لحمک لحمی جسمک جسمی فرق نہیں مابین پیا
جب سے لاگے تورے سنگ نین پیا
نیند گئی آرام نہیں ساری رین پیا

مُناجات، جو بطرزِ اساوری گائی جاتی ہے

اجے بھی اوہ پیاں دس دیاں سانوں ماہی والیاں ناہلیاں
نال خوشیاں دے رل مل جتھے راتاں کالیاں جالیاں
اُرے تھیں اوہ ہے اُریرے ہے پریرے پرے تھیں
بے شک آپے آپ ہے اساں سبھے جھوکاں بھالیاں
رات وِچ دینہوں ویکھ سمجھے کل شئی ہالک
کجھ نہ وچ سب کجھ ہے ڈھڑا ایہہ بیرنگی چالیاں
جے آکھاں توں دِسدا ناہیں تیرے بن پھر کون ہے؟
رُوپ کس دا میں دساں دیویں جوتوں ہی دکھالیاں
جے تو تنزیہہ عین تشبیہ جمع حق مشہود ہے
کرم کیتا غوث اعظمؒ اپنے سردیاں والیاں
پاکے گل ول پیچیاں زُلفاں دے میں روندی وتاں
ساوی پیلی ہو رہیاں گیاں سُرخیاں تے لالیاں
رہندیاں پل پل سکاں دم دم اڈیکاں تیریاں
کنڈ ولا کے ٹرگیوں سجناں پریتاں نہ پالیاں
جھات پاکے ول گیوں ساری رین گذری روندیاں
نین برسن زار رم جھم جیویں بدلیاں کالیاں
فِی الْمَنَامِ قَدْ تَفَضَّلْتَ عَلَیَّ مُنْیَتِیْ
اَرِنِیْ فَضْلًا جَمَالَکَ فَارِحْنِیْ فِی الْعَیَانُ
دل دا وہڑا خانہ اکھیاں دا دوہاں نوں انتظار

قدم پاویں جیوندیاں جیوندیاں تد ہوون خوش حالیاں
ویکھ لو رَج رَج کے اکھیو کجھ وساہ نہیں دم دا
پھر بھی پیّاں ویکھن کوئی خوش نصیباں والیاں
مہر ہے ساری علیؓ دی شک نہ رہیا اک ذرہ
تاہیں اوہ پیاں دِس دیاں سانوں ماہی والیاں ٹاہلیاں

نعت

دل لگڑا بے پرواہاں نال
جتھے دم مارن دی نہیں مجال صلّی علیہ ذوالجلال
روندیاں نیناں نوں سمجھا رہی
لکھیا پڑھیا سب بھلا رہی
ہک نام سجن دا گا رہی
رگ رگ تے لُوں لُوں ساہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال۔۔۔

جس دی سِک مینوں اوہ تاں آیا نہیں
ہک جھٹ گھڑی سُکھ پایا نہیں
پل پل گھڑی دِسے سو سو سال
صَلّی علیہ ذُوالجلال

دل لگڑا بے پرواہاں نال۔۔۔

سوہنا میں توں کیوں چِت چا گیا
لگیاں پریتاں بُھلا گیا
قِسمت سڑی دا واہ پیا
تتّی ریت عرب دیاں راہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال---

جیندی جِند تلی تے دھر رہی
گل پلڑا مِنتاں کر رہی
لکھ واری توبہ پڑھ رہی
رُٹھڑا مناون دا خیال

دل لگڑا بے پرواہاں نال---

کراں یاد میں سوہنی جہات نُوں
اُس سفر عرب والی رات نُوں
اُس حمرا وادی دی گھات نوں
یَا لَیْتَنِی یَوْمُ الْوِصَال

دل لگڑا بے پرواہاں نال---

سارا دِن گزاراں بھوندیاں
گھت پلڑا مُکھ تے روندیاں
ہنجواں نال مُکھڑا دھوندیاں
ساری رین سُولاں تے آہان نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال---

کیتی بھج کے وانگ کباب ہوئے
پیتے باجھ شراب خراب ہوئے

سرشارا اتے بے تاب ہوئے
اُنہاں خونیاں مست نگاہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال---

کیتی وِچ غماں غلطان ہوئے
اندر یاد سجن مستان ہوئے
حیران بہوں پریشان ہوئے
اُنہاں سچیاں زُلف سیاہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال---

آدم تھیں تا عیسےٰ مسیح
نفسی بُلسین سب نبیؑ
اُتھے بولسی ہک اُمتی
احمدؐ نبی صاحب کمال

دل لگڑا بے پرواہاں نال---

ربی الٰھی صمدی
صل وسلم علی النبی
فاطمۃؓ الزہرا و علیؓ
حسنینؓ جگ دی پناہاں نال

Scanned with CamScanner

دل لگڑا بے پرواہاں نال۔۔۔

مہر علی توں کون بچارا
نپٹ لاشے تے اوگن ہارا
سر تے چاکے عیباں دا بھارا
لاویں پریت تُوں شاہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال۔۔۔

لاکے پریتاں کدیں نہ نسیے
بھیت دلاں دا مُول نہ دسیے
اندر روئیے تے باہر ہسیے
ملیے سداں پے چاہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال۔۔۔

مہر علی کیوں پھریں اُداسی
اج کل سوہناں آ گل لاسی
ہوسن خوشیاں تے غم جاسی
مِلساں لمیاں کر کر باہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال۔۔۔

دل لگڑا بے پرواہاں نال
جتھے دم مارن دی نہیں مجال
صلّی علیہ ذوالجلال

یہ فقیر و عاجز عرض کرتا ہے کہ قبلہء عالم کی یہ نعت شریف ہی آپ کی پہچان قرار دی جا سکتی ہے ۔ بلا مبالغہ جسقدر شہرت اس نعت شریف کو حاصل ہوئی اسقدر کسی دوسری نعت کو حاصل نہ ہوسکی۔ فقیر کے خیال میں یہ نعت شریف قبلہء عالم نے وادئی حمرا میں خواب دیکھنے کے بعد ہی تحریر فرمائی ہو گی۔ یہ نعت ہمیں بتلاتی ہے کہ اس نعت کو موزوں کرنے والی شخصیت نے بچشم خود باعثِ وجہہ وجودِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ فقیر کی اس بات کی گواہی قبلہ وجودِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ فقیر کی اس بات کی گواہی قبلہء عالم کی اس نعت شریف کا ایک ایک شعر اور ایک ایک مصرعہ دے رہا ہے۔

مہر منیر کے صفحہ نمبر 131 تا 133 پر یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ درج ہے۔ اس میں تحریر ہے کہ

''چنانچہ درسفرِ مدینہ طیّبہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام بمقام حمرا وادی یا فاطمہ وادی ازیں کمینہ ترینِ کمینہ ترینِ اُمّتِ مرحُومہ' باعثِ اِضطراب از قطاع الطّریق سُنّتِ عشاء متروک گشت۔ مخلصی فی اللہ ومحّبی للّٰہ مکرّمی جناب مولوی محمد غازی صاحب دریں سفر مُبارک شُغلِ تعلیم وتعلّم کہ در مدرسہ مکرّمی مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم ومغفور بمکہّ معظمہ زادہا اللہ تعظیماً مے فرمُود' ترک فرمودہ محض برائے خدمتِ این بے ہیچ بنا برحُسنِ ظن شرفِ رفاقت بخشیدند بمعیتِ رفقا بکرانہ قافلہ بخواب رفتم۔ چہ مے بینم کہ سرورِ عالم فداہ رُوحی صلّی اللہ علیہ وسلّم درجُبّہء عربی سیاہ فام از جمالِ با کمال جہاں آرا' حیاتِ دیگر بخشیدند۔ در حالتیکہ بمسجدے دوز انو مراقب نشستہ بُودم نزدیک تر بایں عاصیِ شدہ مے فرمایند کہ آلِ رسُول را بناید کہ ترکِ سُنّت کند و

بر دو ساق مُبارک را کہ لطیف تراز حریر بُودند بدودستِ خود محکم گرفتہ گریاں و نالہ کناں مے گفتم الصّلوٰۃ والسّلام علیک یا رُسول اللہ ﷺ واز بے استقامتی و مدہوشی عرض نمُودم کہ حضُور کُدام کس اند۔ در جواب ہماں جُملہ مذکورہ بالا (آل رسُول ﷺ اللہ واز بے استقامتِی و مدہوشی عرض نمُودم کہ حضُور کُدام کس اند۔ در جواب ہماں جُملہ مذکورہ بالا ؟ آل رسُول ﷺ علیک یا رُسول ﷺ اللہ واز بے استقامتِی و مدہوشی عرض نمُودم کہ حضور کہ کُدام کس اند۔ در جواب ہماں جُملہ مذکورہ بالا (آلِ رسُول ﷺ اللہ و از بے استامتِی و مدہوشی عرض نمُودم کہ حضُور کُدام کس اند۔ در جواب ہماں جُملہ مذکورہ بالا (آلِ رسُول ﷺ را نباید کہ ترکِ سُنّت کُند) فرمُودند۔ ہمیں طورسہ بارتکرارِ سوال و جواب بوقوع آمد۔ نوبتِ سوم در قلبِ حزیں چُنیں ریختند کہ از ندائے تو بلفظ یا رسُول اللہ ﷺ منع نمے فرمایند اگر کسے دیگر از اہل اللہ بودے بگفتے کہ مرا رسُول اللہ مگو۔ والحمد للّٰہ علیٰ ذالک ۔۔۔ از خوبی وحُسنِ آل جمالِ با کمال و ازمستیِ و ذوق وتحیّر فانضہ آن وقتہ مبارک لسانِ تقریر وتحریر گنگ است و لال۔ البتہ ابیاتِ ذیل جُرغہء ازاں باد بکام، ونفحہِ ازاں نافہ بمشامِ عشاقاں چکانیدن و دمیدن انسب مے نماید۔

من ندانم بادہ ام یا بادہ را پیمانہ ام
عاشقِ شوریدہ ام یا عِشق یا جانانہ ام
مُبتلائے حیرتم جاں گوئمت یا جانِ جاں
اصلاحِ شوق بسیار راست و من دوانہ ام

شوق مُوسٰیؑ در ظہور آورد نارِ طُور را
در نہادِ شم آتش مے زند پروانہ ام
با جمالِ ذاتیش حُسنِ دِگر درکارشد
چشم اُو را سُرمہ ام یازُلفِ اور اشانہ ام
غافل از خود مانداز صُورت چوپُرشا آئینہ
تا تُرابشناختم جاناں از خُود بیگانہ ام

ایضا

نخُستیں بادہ کانندر جام کردند
مزاجش عکسِ آں گلفام کردند
ہویدا شُردر امکاں صُورتِ حق
بآں صُورت جہاں را رام کردند
ہمے بائست تفصیلے ازاں رُوئے
مکارم را بآں اتمام کردند
شرابِ وحدت از خمخانہء غیب
مرا صُبحِ ازل در کام کردند
جو غِلطیدم زمستی ہا بہر سُو
حریفاں مستی از من وام کردند
حقیقت را کہ مستُور از نظر بوُد
بمَا مشہودِ خاص و عَام کردند

پس آنگہ موجِ دریا باز گردید
با تمامِ فنا اِکرام کردند
امیں رمزے دِقیقے با تو گویم
بخود آغاز وہم انجام کردند

اللّٰھم صلّ وسلّم و بارک دائماً علیٰ سیّدنا محمّدٍ و آلہٖ و صحبہٖ

سورۂ بگذشتی و ما ھنوزاز شوق
نہادہ رُوئے بخاکِ سُمِ سمندِ تو ایم

ترجمہ تحریرِ ملخص

چنانچہ مدینہ عالیہ کے سفر میں بمقام وادیِ حمرا ڈاکوؤں کے حملہ کی پریشانی کی وجہ سے مجبوراً عشاء کی سُنتیں مجھ سے رہ گئیں۔ مُخلصی فی اللہ مولوی محمد غازی' مدرسہ صولتیہ میں شغل تعلیم و تدریس چھوڑ کر حُسن ظن کی بناء پر بغرض خدمتِ اس مُقدّس سفر میں میرے شریک ہوئے تھے۔ اِن رُفقاء کی معیت میں میں قافلہ کے ایک طرف سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ عربی جُبہ زیب تن فرمائے تشریف کر اپنے جمالِ با کمال سے مجھے نئی زندگی عطا فرماتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوا کہ میں ایک مسجد میں بحالتِ مراقبہ دوزانو بیٹھا ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب تشریف لا کر ارشاد فرمایا کہ آلِ رسول ﷺ کو سُنّت ترک نہیں کرنا چاہئے۔ تین بار یہی سوال و جواب ہوتے رہے۔ تیسری بار میرے دل میں ڈالا گیا کہ جب آپ ندائے یا رسول اللہ سے منع نہیں فرمارہے تو ظاہر ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر کوئی اور بزرگ ہوتے تو اِس کلمہ سے منع فرماتے۔ اِس

حُسن و جمالِ با کمال کے متعلق کیا کہوں۔ اُس ذوق و مستی و فیضانِ کرم کے بیان سے زبان عاجز ہے اور تحریر لنگ البتہ بادہ خوارانِ عشق و محبت کے حلق میں اِن ابیات سے ایک جُرعہ اور اُس نافہء مُشک سے ایک نغمہ ڈالنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔"

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی یہ تحریر اور ابیات اُس وقت کی سعادتِ عظمیٰ کی کیفیات سے کِسی قدر نقاب کُشائی کرتے ہیں اور واضح ہوتا ہے کہ آپ وصال کے مراتب عُلیا اور فنا و بقا کے مقامات جلیلہ سے مشرف ہو چکے ہوئے تھے جو اہل اللہ کا انتہائے مقصود ہے۔ اِن کیفیات کا اِنعکاس آپ کی اُس مشہور پنجابی نعت میں کِسی حد تک پایا جاتا ہے۔ جس کا ذِکر اُوپر آ چکا ہے۔ اور جو آپ نے اُس موقعہ پر وادی حمرا اور مدینہ منورہ کے درمیان موزوں فرمائی تھی۔ اِن میں کرامات وغنایات کے متعلق ذِکر اُوپر آ چکا ہے۔ اور جو آپ نے اُس موقع پر وادی حمرا اور مدینہ منورہ کے درمیان موزوں فرمائی تھی۔ اِن ہی کرامات وغنایات کے متعلق ذکر کرتے ہوئے آپ اپنی کتاب فتوحاتِ صمدیہ میں بضمن جواب سوالِ پنجم تحریر فرمائی تھی۔ اِن ہی کرامات وعنایات کے متعلق ذِکر کرتے ہوئے آپ اپنی کتاب فتوحاتِ صمدیہ میں بضمن جواب سوالِ پنجم تحریر فرماتے ہیں۔ اس گروہ پاک میں سے اَب بھی وہ لوگ ملتے ہیں جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علی حسب التفاوت مدینہ طیبہ سے رُخصت ہوتے وقت یا کِسی اور وقت میں اُن اِنعامات سے ممتاز ومشرف فرماتے ہیں کہ لا عین رَأت ولا اُذن" سمعت۔"

حضرت قبلہء عالم قدس سرہٗ کی طبیعت میں تواضع اور اَخفائے راز کا غلبہ

تھا۔ اِس قسم کے واقعات کو شاذونادر ہی ظاہر فرماتے تھے اور وہ بھی کسی خاص مصلحت کے تحت۔ چُنانچہ اِس واقعہ کا اظہار بھی غالبًا اپنے امثال اور تابعین کی تلقین کے لیے فرمایا ہے اور اِس لئے بھی کہ اِس میں اپنی ذاتِ والا صفات پر بھی حرف گیری کا ایک پہلو نِکلتا تھا۔ ورنہ اُن اِنعاماتِ بے راں کا جو اُس دربار گُوہر بار سے مرحمت ہوئے یا اُن نوازشاتِ بے پایاں کا جو خانۂ خلاقِ جہاں میں ہوئیں ایک شمّہ تک بھی کہیں ظاہر نہیں ہونے دیا۔ اور یہاں پر آپ ہی کا وُہ قول پیش نظر آتا ہے کہ میں فقیر اُسے کہتا ہوں جو فقر کے سات دریا پی جائے اور ڈکار تک نہ لے۔

متذکرہ بالا نعت شریف کی عالم گیر اثر انگیزی اب محتاجِ بیان نہیں رہی۔ پنجابی کلام سے لُطف اندوز ہونے والی ہزاروں محفلوں میں یہ ہمیشہ پڑھی جاتی ہے۔ اور لوگوں کی فرمائش کے پیش نظر بار بار ریڈیو پر بھی آتی رہتی ہے۔ جب کبھی یہ نعت پڑھی جا رہی ہو تو شِدت شوق و فراق سے ہر آنکھ اشکبار ہوتی ہے۔ اور کیفیات کا نُور و سُرور سامعین کے قلوب میں موجزن ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جِن دنوں علامہ اقبال میکلوڈ روڈ پر رہتے تھے۔ شام کے دُھندلکوں میں کوئی شخص اِس نعت کا پہلا شعر ؎

اَج سِک متراں دی ودھیری اے کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے
لُوں لُوں وچ شوق چنگیری اے' اَج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں

ترنم سے کہتا جا رہا تھا۔ علامہ نے اپنے ملازم کو دوڑا کر اُسے گذرنے والے کو بُلوا کر ساری نعت سُنی۔ جب مقطع ؎

سُبْحَانَ اللّٰہ مَا اَجْمَلَکَ مَا اَحْسَنَکَ مَا اَکْمَلَکَ
کِتھے مہر علی کِتھے تیری ثنا ' گُستاخ اکھیں کِتھے جا اڑیاں

میں حضرت قبلہء عالم قدس سرّہٗ کا نام سُنا تو کہا کہ اب معلوم ہوا کہ اِس کلام میں اِتنا بے پناہ درد و اثر کیوں ہے۔ حضرتؒ کی مشہور نعت جو اکثر بھیم پلاسی یا اساری میں گائی جاتی ہے۔

اج سک متراں دی ودھیری اے
کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے؟
لُوں لُوں وچ شوق چنگیری اے
اج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں

اَلطَّیفُ سَرٰی مِنْ طَلْعَتِہٖ
وَالشَّذُوُ بَدٰی مِنْ وَّفْرَتِہٖ
فَسَکَرْتُ ھُنَا مِنْ نَظْرَتِہٖ
نیناں دیاں فوجاں سر چڑھیاں

مکھ چند بدر شعشانی اے
متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہن مدھریاں

دو ابرو قوس مثال دسن
جیں توں نوک مژہ دے تیر چھٹن
لباں سرخ آکھاں کہ لعل یمن
چٹے دند موتی دیاں ہن لڑیاں

اس صورت نوں میں جان آکھاں
جانان کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں

ایہہ صورت ہے بے صورت تھیں
بے صورت ظاہر صورت تھیں
بے رنگ دسے اس مورت تھیں
وچ وحدت پھٹیاں جد گھڑیاں

دسے صورت راہ بے صورت دا
توبہ راہ کی عین حقیقت دا
پر کم نہیں بے سوجھت دا
کوئی ورلیاں موتی لے تریاں

ایہا صورت شالا پیش نظر
رہے وقت نزع تے روز محشر
وِچ قبر تے پل تھیں جد ہوسی گذر
سب کھوٹیاں تھیسن تدکھریاں

یُعْطِیْکَ رَبُّکَ واس تُساں
قَرْضی تھیں پُوری آس اساں
لج پال کریسی پاس اساں
وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ صحیح پڑھیاں

لاہو مُکھ توں مخطط بُرد یمن
من بھانوری جھلک دکھاؤ سجن
اوہا مٹھیاں گالیاں الاؤ مٹھن
جو حمرا وادی سن کریاں

حجرے توں مسجد آؤ ڈھولن
نوری جھات دے کارن سارے سکن
دو جگ اکھیاں راہ دا فرش کرن
سب انس و ملک حوراں پریاں

انہاں سکدیاں تے گُر لاندیاں تے
لکھ واری صدقے جاندیاں تے
انہاں بردیاں مفت وکاندیاں تے
شالا آون وت بھی اوہ گھڑیاں

سُبْحَانَ اللّٰہ مَا اَجْمَلَکَ
مَا اَحْسَنَکَ مَا اَکْمَلَکَ
کِتھے مہر علی کتھے تیری ثنا
گُستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

مرثیہ

قبلۂ عالم قدس سرہ کے کلام میں غم حسینؓ پر یہ ایک مرثیہ ''پنجابی مہندی'' کی صنف میں یادگار ہے۔

لایا مہندی خون اجل دی اے
ایہہ مہندی روز ازل دی اے
ایہہ مہندی فاطمہؓ سین دی اے
خون پاک شہید حُسینؓ دی اے
ایہہ ہوراں نال نہ رلدی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے
نبیؐ ـ علیؓ دا دُر یگانہ
فاطمہؓ مائی دا مال خزانہ
نانا پاکؐ دا پہن کے بانا
طرف مقتل دے تھیا روانہ
جُنبش ہوئی زمین اسماناں
نالے عرش عظیم پئی ہلدی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے
آکھے نبیؐ۔ علیؓ تے فاطمہؓ زہرا
فرزند حسین تو وَیہلا آ
سانوں سِک تیری پل پل دی اے

لایا مہندی خون اجل دی اے
شاہ تیری مہندی دا پتر ساوا
کوفیاں رل مل کیتا دھاوا
اینویں لکھی ہوئی روز ازل دی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے
شاہ تینڈی مہندی دا پتر پیلا
سونپیوئی رب نوں خویش قبیلہ
تینوں پئی مصیبت کربل دی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے
شاہ تینڈی مہندی دا رنگ ڈُلارا
روندا تینوں عالم سارا
ساری خلقت تلیاں مَل دی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے
شاہ تینڈی مہندی دا رنگ ہے سُوہا
اُمت نوں ہے تیرا بُوہا
ساری اُمت جَلدی بَلدی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے
ایہہ مہندی سوہنے باگ دی اے

وَیُـــطَہِّــرَکُـــمْ والی لاگ دی اے
تاہیں ہوراں نال نہ رلدی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے
ادھر پاک معصوم پیاسے ترسن
جہاں تے مینہ تیراں وے برسن
ادھر تیغ حُسینؑ تے چلدی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے
رب نوں آہا ایہو بھانڑاں
رتبہ شہیدی تینوں دو انڑاں
نہیں تاں تھوڑ اُتھے کیہڑی گل دی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے
سُبحان اللہ تیرے رنگ الٰہی
اوہ سوہنی صورت فاطمہؓ جائی
اج خاک وِچ پئی رَلدی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے
مہر علی شاہ ایہہ جھوک فنا دی
دائم قائم ذات خُدا دی
تیری وسدی بھی جھل دی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے

رات کا وقت تھا۔ ریل گاڑی جنڈبسال لائن پر ویران پہاڑیوں میں سے گزر رہی تھی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا قوال بخت جمال حضرتِ رحمۃ اللہ علیہ کی فرمائش پر پنجابی کے یہ اشعار چیتی گوری راگنی میں گا رہا تھا۔

دیکھو نی کی کر گیا ماہی
دِلڑی لے کے ہو گیا راہی

(اے سہیلیو دیکھو میرے پی نے میرے ساتھ کیا کیا وہ میرا دِل لے کر چلتا بنا)

ماہی دے سنیہڑے میکوں
کُوکاں ، کُوک سُناواں کیکوں

(میں اپنے پی کو اپنا پیغام کیسے پہنچاؤں اَور اپنی فریاد کِسے سُناؤں)

ہسدیاں گل وچ پے گئی پھاہی
ویکھو نی کی کر گیا ماہی

(وُہ مجھ ہنستی کھیلتی کے گلے میں پھندا ڈال گیا۔ اے سکھیو دیکھو میرے پی نے میرے ساتھ کیا کیا)

گاڑی کا اینگلو اِنڈین کارڈ اجازت لے کر آپ کے ڈبّہ میں بیٹھ گیا تھا۔ قوّالی سُنتا رہا۔ پنجابی کلام کا مطلب تو نہ سمجھ نہ سکا مگر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت کے رُوحانی اثر سے بیخود ہو کر روتا رہا اور کہنے لگا۔'' جی چاہتا ہے اِنسان سب کچھ چھوڑ کر پیر صاحب کے قدموں میں زندگی گزار دے۔''

حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں یہ ہندی کبت بھی

حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں ملتا ہے جو ایک ہندوستانی بھاٹ کے حاضر ہونے پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے اقوال سائیں بخت جمال کو فی البدیہہ لکھوا دیا تھا۔

کب کر سکے مدحِ تمام۔ امام ہمام ہنام۔ بھلا جگ سارا
جس فاتح خیبر۔ ماہ منور۔ شاہ غصنفر دیں کو سنوارا
وہ نبیؐ کے وصی۔ اللہ کے ولی۔ دو جگ میں ملی یہ خفی وجلی
وہ جب کہ پڑیں للکار۔ مریں کفار۔ ہوویں ناچار۔ ٹوٹے ہنکار سبھی کا
حیدرؓ کے زور پہاڑ گریں کفار مریں در خیبر کو اُکھاڑا

حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۱۳۲۶ ہجری مطابق ۱۹۰۸ء میں مولوی محرم علی چشتی مرحوم کے مقالہ ''گومگو'' سے متاثر ہو کر نظم فرمائی تھی اور جواب میں مثنوی گومگو کے نام سے مشہور ہوگئی ہے اس مثنوی میں آپ نے فنا و بقا کی حقیقت اور وحدت الوجود کا مسلک بیان فرمایا ہے اس میں بعض اشعار بوجہ مناسبت مثنوی مولانا روم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی مندرج ہیں ان اشعار کو''۔۔۔'' میں درج کیا گیا ہے اس کے علاوہ بعض متفرق اشعار بھی ملتے ہیں جن میں سے کچھ مکتوبات طیبات''، ''ملفوظات طیبہ''، اور ''پنج گنج عرفان'' میں درج ہیں ایک شعر جو قبلہ عالم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ذات کے متعلق بطور تحدیثِ نعمت ایک موقعہ پر کہا تھا اور جس کے آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فی الواقعہ صحیح مصداق تھے یہ ہے۔

از لطف خلاق زماں داریم ممتاز از جہاں
وضع دگر طرز سے دگر۔ ذوقے دگر شوقے دگر

مثنوی المعروف گومگو

مرحبا اے بلبل بُستان چشت
باز گو از گو مگو آں سرِ نوشت
ہر دم از اسلام و ابلش ایں صداست
ایں بیاں نیک چشتی را سزاست
فیضیاب از بارگاہِ احمدیؐ
جُرعہ بر دھریہ ہم فلسفی
کے مقابل با تو تاند ھمسری
مستمد از شیخ عبد القادریؒ

نور چشم مصطفٰےؐ و مُرتضٰےؑ
سید حسنی حسینی مہ لقا
نور دیدہ تاجدار اِنَّمَا
مژدہ ہاز لَا تَخَفْ دادہ بما
آں سگے کو شد مقیم کوئے او
شیر نارد تاب دیدن سوئے او
حب دل داری بخواجۂ خواجگاں
مَاتَ فِیْ حُبِّ الْاِلٰہ اوراست شاں
پنجتن رابندہ ای از جان و دل
دہریہ ہم فلسفی پیشت خجل
جرعۂ از فیض مستانِ الست
ریز بر دُوں ہمتاں سُکان پست
قُلْ لَّھُمْ قَوْلاً بَلِیْغًا لَیِّنًا
وَلَھُمْ بَیِّنْ بَیَانًا ھَیِّنًا
پس میفشاں نور بر ظلمانیاں
از غشاوہ جہل ایشاں رارہاں
کار شیراں ہمّت و سرگرمی است
کارِ دوناں حیلہ و بے شرمی است
جود حق کردہ ترا مختص بہ دیں
ذَاکَ فَضْلٌ'' مِّنَ اللّٰہِ الْعٰلَمِیْن
جدلھم بالنصح والحسن المقال
وارحھم عن عقیدات الضلال

زاں شدی موسوم بامحرم علی
محرمی زاں عالم سر و خفی

چوں محرم باعلیؑ ہم خوانده اند
از برایت حال نیکو رانده اند

یعنی ہتک عزت کرده حدام
آں علیؑ غالب ذو الاحترام

از حریم جمع در بیدائے فرق
مانده ای مہجور در ظلمائے فرق

زاں حدیث راه پرخوں مے کنی
قصه ہائے عشق مجنوں مے کنی

روح مستاں شاہؒ است نائی ونیت
مے وہی بیروں دمیده نائیت

گفتۂ تو گفتۂ آں روحت است
گو بظاہر انتسابش سویت است

بالب دمساز خود پیوستہ ای
از تکلف ہائے کلی رستہ ای

بلبل بستان چشتی خوش بگو
ہاں وہاں بر گو مگو اصلاً بگو

"جود محتاج است خواہد طالبے
ہم چناں کہ توبہ خواہد تائبے"

"جودے جوید گدایان و ضعاف
ہم چوں خوباں کاینہ جویند صاف"

"روئے خوباں زآئینہ زیبا شود
رُوئے احساں از گدا پیدا شود"

"پس ازیں فرمود حق در والضحیٰ
بانگ کم زن۔ اے محمدؐ برگدا"

چوں گدا ۔ آئینہ جُوداست ۔ ہاں
دم بود بر رُوئے آئینہ زیاں

فلسفی در "ماہی" عمرش تیرشُد
وانکہ جز ماہی است ز آبش سیرشُد

دہریہ در عیش فانی کورو کر
مانده در علم کیانی خیره سر

مرغ کاب شور باشد مسکنش!
اُوچہ داند جائے آبِ روشنش

اے کہ اندر چشمۂ شور است جات
توچہ دانی شط جیحون و فرات

اے تو نا رستہ ازیں فانی رباط
توچہ دانی صحو و سُکرو انبساط

ور بدانی نقلت از اب وجد است
پیش تو ایں نا مہا چوں ابجد است

ابجد و ہوز چہ فاش است و پدید
برہمہ طفلاں و معنی . بس بعید

توچہ دانی سر ایں را اے عمی
چوں ندانی کل شی نی کل شی

ساعتے وا کُن عقال بعیر را
بشنو از نے نالۂ شبگیر را
تا بہ او یعقل بہ او یبطش شوی
ہم بد ویسمع۔ بدو یبصر شومی
لوحِ محفوظت شود مشہود عین
از چہ محفوظ است محفوظی زشین
غیر از معقولہا۔ معقولہا
بنی اندو دل علوم انبیاء
علم تو علمش و علمش علم تو
حلم تو حلمش و حلمش حلم تو
تو نہ ماندی چونکہ بس گو کیست ایں
فی مرایا العدم قد ظہر المتین
ایں زماں جاں وا منم برتافت است
بُوئے پیراہان یُوسف یافت است
"من چہ گویَم یک رگم ہُشیار نیست
شرح آں یارے کہ آں را یار نیست
از ہمہ اوہام و تصویرات دُور
نور نوراً نور نوراً نور نور"
ایں سخن لاریب حق است اے اخی
وجہہ فی کل شیءٍ یجتلی
خاصہ در اِنساں کہ نوعِ آخر است
کونِ او جملہ جہاں را حاضر است

زیں جہت عالم صغیرش گشتہ نام
فالعو الم اربعہ بنگر تمام
ایں سخن را نیست پایاں اے پسر
باز گو از گو مگو نعم الخمر
کِیست نے کوے سراید دمبدم
من نیم واللہ یارا من نیم
ایں فغان و نالہ ہائے زار اُو
مے رود تا صحنِ عرش یار اُو
ہمچو نے گشتہ تہی از خویشتن
زار و گریان است از حب وطن
اوست فانی از خود و فانی بحق
مَنْ رَاٰہُ قَدْ رَایٰ رَبَّ الْفَلَقَ
بینش چشمے کہ دید از غیر دوخت
مطمحش لاغیر الا روئے دوست
"دیدن چشمِ محمدؐ از شقی
کے بود چوں دید بوبکرؓ و علیؓ
گفت لیلیٰ را خلیفہ کاں توئی
کز تو مجنوں شُد پریشان و غوی
از دِگر خوباں تو افزوں نیستی
گفتؔ خامش چوں تو مجنوں نیستی
دیدہ مجنوں اگر بودے ترا
ہر دو عالم بے خطر بودے ترا"

چیست دانی چہرۂ زیبائے دوست
دید حق را آئینہ گویم نہ اوست
بالبِ دمسازِ خود جفت است اُو
زاں چوں نے بس گفتنی گفت است اُو
سرِّ اُو نائی است اُو جز نے نیست
شور ہائے دہوئے اُوبے دے نیست
گفتہ نے ، نائی بود
گو ظہورش از دہانِ نے شود
نے کہ ہنگامِ حکایت بردہد
از جدائی ہا شکایت مے کند
کز مقام وحدتم رانیدہ اند
زاں ز شورم مرد و زن نالیدہ اند
کردہ ام جبروت اسمارا عبور
عالم ملکوت را کردم مرور
گشتہ ناسوت آخر ایں منزل مرا
زیں جدائی پاشدہ خوں دل مرا
چوں نہ گریم در فراقش سر بسر
نیست در عالم زِ من مہجور تر
در حریم وصل باشاہ وجود
خفتہ بودم ہجرا راہے نہ بود
گشتہ ام محروم از قرب ہمیں
در حضیض آوردہ موج پنجمیں!

"سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
تا بگویم شرحِ دردِ اشتیاق"
"ہر کسے کو دُور ماند از اصل خویش
باز جوید روزگار وصلِ خویش"
آن دہم بیروں کہ اُود رمن دمید
آرمیدہ ام بحق از خود رمید
ہاں مگو او چونکہ حق واصل است
جملہ مطلوبات اورا حاصل است
پس ز ہجر انش شکایت بہر چیست؟
وز جدائی ہا شکایت بہر چیست؟
زانکہ وصل مطلق است اینجا محال
تابود پیوند جسم و جاں بحال
راست فرمود ست مولاناؒ بیاں
در دمِ آخر چوں رفت اوزیں جہاں
"من شدم عریاں ز تن او از خیال
مے خرام در نہایات الوصال
تابود اینجا تشبک جسم و جاں
کے رخ جاناں عیاں دیدن تواں
او ز جان و جاں ز او مستور نیست
لیک کس رادید شاں دستور نیست"
مظہر ذاتست روح بے نشاں
ہمچناں کا ساش را باقی جہاں

''بحث جاں اندر مقام دیگر است
بادۂ جاں را قوامے دیگر است''
جملہ اسمارا تو مرآت آمدی
زاں خلیفہ و مظہر ذات آمدی
آمدی از دور لیک اے خوش لقا
گوئے بُردی از ملک یا مرحبا
عَلَّمَ الْاَسْمَاءَ طُرّاً از جاں تُست
اُسْجُدُوْا لِاٰدَم ہم اندر شان تُست
از کمالت گر ملک آگاہ بدے
کے اَتَجْعَلُ گفتہ خود رسوا شدے
• ناید ایں اندر لباس صوت و حرف
غوطہ باید خورد در دریائے ژرف
چشم بند و گوش بند اے بے نوا
صحن دل را نیک روب از ماسویٰ
کن سفر در خود بہ رجعت قہقری
تاز رمز روح و جانت پے بری
پائے کوباں تابہ بامِ او رسی
از خودی خود بیدوں آئی ورہی
از وطن بینی و از اھل وطن
جان خود بیں گر بروں آئی زِ تن
فہم کن اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
ابتدا و انتہایت شد ہموں

''اسم خواندی رو مسمی را بجو
مہ بہ بالا داں نہ اندر آب جو''
''اذکرو اللہ کارِ ہر اوباش نیست
ارجع بر پائے ہر قلاش نیست''
اذکرونی راست أ ذکر در قضا
ذکر تاں را ذکر او نعم بخذا
با ملائک حق بگوید ورسما
دوست وارم آں کثیر الذکررا
دوست داریدش کہ اومحبوب ماست
وَرَفَعْنَالَکَ ذِکْرَکْ راسزاست
دا وہ اسمش شرح صدور رفع ذکر
ذکر اوہر جاکہ از ماہست ذکر
مانہ بے او، او نہ بے ما بالیقیں
گفتہ او گفتہ ماشد ازیں
مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ زیں بود
لیک نے ہرکس سزائے ایں بود
ذَاکَ فَضْل'' مِنْہُ۔ اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ
مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ یَا اَخِیْ
خاصہ پاکانے کہ از خود رستہ اند
دیدہ از غیرت بروئش بستہ اند
کردہ باجاوک نوط اجابتش
از ولو خواں تا رحیما آیتش

Scanned with CamScanner

"آں دُعائے شیخ نے چوں ہر دُعاست
فانی است دوستِ او دست خداست"
از دہن ہائے خلائق شد عیاں
معنی اذکرکم ہاں اے مہرباں
طرف اُذْکُرْ اِذْ نَسِیْتَ کے بود
منسی و مذکور ہر گاہ وے بود
"ذکر کن ذکرے کہ غیر از دل رود
غیر منسی ذات حق در دل بود
ذکر یاد دل بود نے از سخن
کو بود صوت و ہوائے از دہن"
چونکہ روحت غرق یاد حق بود
جامۂ ہستی بکلی شق بود
ذاکر و مذکور و ذکرت یک شود
اندریں دم غیر حق بیشک رود
غیر توہستی، بُروں شو از حرم
خود حجاب اکبری۔ قم لاجرم
آں وحید الدّہر عارف بایزیدؒ
باملائک گفت از شوق مزید
ہیچ تاں یابید از شاہم نشاں
عرش جائے اوست خواندم در قرآں
جملہ گفتندش کہ برما کن عطا
گو خبر از آں شہ ارض و سما

ماشنیدیم آں کہ قلب مومن است
تخت گاہست و زہجراں ایمن است
یا محیط الکل خلاق الوریٰ
ظاہری و باطنی در دوسرا
عالمے را در تحیر کردہ ای
با ظہور کاملت در پردہ ای
یامحیط الکل وہاب النعم
علم تو ہست از علوم ما اتم
تو محیطی کے محاط ما شوی
عِلْمُنَا کَیْفَ عَلَیْکَ یَحْتَوِیْ
برتری از فہم و قال و قیل ما
خاک بر عقلے و بر تمثیل ما
کے تند بر شعلہ تار موئکے
کے زکہنت قول راند عاقلے
مالک الملکی واللہ اَحَدُ
لَمْ یَلِدْ. لَمْ یُوْلَدْ اَللّٰہُ الصَّمَدُ
لَمْ یَکُنْ اَحَدْ" لَکَ کُفُوًا وَلَمْ
لَیْسَ شَیْئًا مِثْلُکَ یَا ذَالْکَرَمْ
تو چنا نستی کہ خود کردی بیان
در صحائف سابقہ ہم در قرآن
آنچہ با ما در بطون امّہات
کردہ ای موسم نہ کردہ بانبات

گر نہ سبقت کردے رحمت بر جلال
جملہ عالم ماندے در تیہ زوال
زیں سبب رحمٰن باللہ قرین
آمدہ در بسملہ از بہترین
عالمے را از عدم کردی بدر
آفریدی جملہ را از خیر و شر
لیس فی الفیضین یا رب العلا
یرجع الشین الیک لا ولا
لم جعل الشر شراً باطل
اذ تخلله هنالک عاطل
لم جعل الشر موجوداً بدان
خیر ذاتی ہست و شر عارض بداں
علم تابع است مر معلوم را
کیف زید یتقی زاں شد خطا
گر نہ لطفت یاور مظلم بدے
کے جواب الست را ملہم شدے
خلقت ما کردی از ماء مہین
احسن التقویم کردی ذو الیقیں
پس عطا کردی بما عقل و حواس
تا کہ از اعمال ما بنی سپاس
از پئے لطف و ہدایت و از سبل
نیست ما راجز اطاعت با رُسل

ہم ز فضل و رحم خود یا ذوالعلا
کردہ ای ارسال رسل و انبیاء
تا کہ ختم الانبیاءؐ جدّ الحسنؓ
آخر آمد بود فخر انجمن
خواند برما روشن و معجز کتاب
داد ما را شرع با فضل خطاب
علم وحی آمد ولیلت سربسر
عقل جزوی ہست اینجا خیرہ سر
عبدۃ البطن اند ابنائے زمان
کہ فضیلت مے دہند ایں رابر آں
کورو کرّ انند بس غافل زیار
روز و شب در حظ نفسانی دوار
معدہ را بگذار سوئے دل خرام
تا کہ بے پردہ ز حق آید سلام
تا الست از وے شنوی ایں زماں
ہم بلی آری مہیا بر زباں
وحدتت باشد بہ کثرت جلوہ گر
پس خرامی در وصالش سر بسر
تابدانی سر اطوار و جود
کیست دیار اندریں دار و جود
کل شیءٍ ھالِکٌ" مشہود عین
باشدت آں دم رہی از غین و شین

راکعا سرشار از روئے کسے
ساجداً از دیدا بُروئے کسے
بني او را اندریں آئینہ ہا
ثَمَّ وَجْهُ اللّٰہ بفہمی بے خطا
بني عالم را ظہور حق گہے
گاہے حق ظاہر و باطن عالمے
لا یصح عندک فی ذالشہود
شمت الاعیان رائحتہ الوجود
گاہ بني عین ثابت را عدم
ینصبغ بصفات او اندر قدم
گاہ وجود خاص دانی مرورا
پس انا الحق در سرائی برملا
"در تصور ذات او را گنج کو
تا درآید در تصور مثل اُو"
"آفتاب آمد دلیل آفتاب
گر دلیلت باید از دے رُو متاب"
جذب و شوق بلبل بستان چشت
باز نالاں گشت برگل ہائے کشت
سنتہ اللہ چونکہ جاری شد بریں
در بہاراں سبزہ روید از زمیں
"مد تے ایں مثنوی تاخیر شد
مہلتے بائست تا خوں شیر شُد"

ہاں نہ گوئی معجزات انبیا .
شد خلاف نص شرعی ایں کجا
سنتش را نیست تبدیلی نہ ضد
شاہدش برخواں زقرآں لَنْ تَجِدْ
پس خلاف نیچرو قانون اُو
در شتاصفی چاں آید بتو
زانکہ ایں ہم بر وفاقِ عادت است
معجزہ ہم در طباق . سنت است
عادی و غیرش وثاق سنتش
وافر و کم بر وفاق عادتش
کثرت او قلت ایں از قدم
در محاط سنت و جف القلم
نیچری چوں اندریں جانکا شد
لاجرم زیں نکتہ کم آگاہ . شد
صدق طالب جُود آں رب صمد
پیش از فصل بہاراں بردہد
لیک مختص بذاک من یشا
از عبادش انبیاء و اولیاء
"آں دُعائے شیخ نے چوں ہر دُعا ست
فانی است و دست او دستِ خداست"
از دہن ہائے . خلائق شد عیاں
معنی اذکرکم ہاں اے مہرباں

شیئاً للہ شاہ جیلانؒ اعطنی
یا معین الدین چشتیؒ آتنی
ہر زباں مے خواند از عشق مزید
یا فریدؒ و یا فریدؒ و یا فریدؒ
رحم فرما. اے سلیمانؒ زماں
الھدے اے تو نشان بے نشاں
المدد یا شمس دیںؒ غوث جہاں
فضل کن یا فضل دیںؒ کہف الاماں
چوں حدیث روئے شمس الدیںؒ رسید
شمس چارم آسماں سر در کشید
نور روحانی دہد شمسؒ سیال
کوست حقانی و باقی. بے زوال
از افول آمد منزہ شمسؒ دیں
غیرش آفل لا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ
شرح احسانات و فیض مستمر
ایں زماں بگذارتا وقت دگر
اولیا صیقل گران روم داں
نے چوں نقاشان چیں بعت گراں
دل ز غیر دوست چوں صافی کنند
ہر دو با خود آئینہ بازی کنند
عکس مہ روئے فتد آنکہ درد
کہ مصفی باشد وہم روبرو

پاک کن مرآت خود از غیر حق
کے تری فیہ وجوھاً وجہ حق
رنگ غیریت زمر آتت بکن
منعکس فیہا علوم ذوالمنن
تابیابی علم خود از علم او
ذات و اوصافش ہمہ ظاہر ز تو
نے نجوم است و نہ رمل است و نہ خواب
وحی حق واللہ اعلم بالصواب
از پے روپوش عامہ در بیاں
وحی دل گویند او را صوفیاں
تلغراف غیبی آمد از اساس
گشت چشتی پاس حق راصد سپاس
آنکہ ہتک عزتش کردہ حرام
محترم گردش بہ نزد خاص و عام
آں علیؒ۔ غیور و منان و صمد
راجی خود را کجا رسوا کند
یاالٰہی۔ فیض از وہبانیہ
زِدُ وَ بَارِکْ انجمن نعمانیہ
انجمن نعمانیہ شد دار ایں
تاجدار خدمتش آں تاج دیں
واں سلیم الطبع و الدین خوش صفات
آں سلیم اللہ مفتی نیک ذات

حق سلامت داردش از رنج و تاب
دین و دنیا باشدش خیر المآب
ہم چراغ دین احمدؐ خادمش
الاماں یا رب زِ بادِ صرصرش